پشاور یونیورسٹی میں

رشد وہدایت کے تین مراکز

تحقیق و تحریر:

ڈاکٹر سیّد چراغ حسین شاہ

انتساب

صاحبان فکرونظرکے نام

صد کتاب آموزی از اهل هنر

خوشترآں درسی کہ گیری ازنظر

<u>رشد و ہدایت کے تین مراکز</u>

فہرست مضامین

(ا) د ید ہ دل بینا (تعارف کتاب)

(ب) رشد و ہدایت کے تین مراکز(ابتدائیہ)

1..**<u>خاموش مبلغ - لالا عبد ہالرحیم نیازی قد سرہ</u>**

اعزازی پروفیسر

سب کا میکدہ

فلسفہ اورتصوف

اویسی طریق اور خلق خدا سے محبت

آخری آرام گاہ

2- <u>خدمت اور محبت کا سفیر - پروفیسر عبیداللہ د رّانی(رح)</u>

تعارف

بنیر(پیر بابا) میں مطب و آستا نے کا قیام

بابا عبیداللہ (رح) کی تعلیمات

قادر نگر کا قیام

تصانیف

معا صرین کے ساتھ تعلقات

بابادرّانی صاحب اور ظفر بیگ بھیٹّنّی

خلافت

3-- پیر مغاں یا سنگ پارس - محمد اشرف سلیمانی(رح)

تعارف

تعلیم و ملازمت

شادی

معمولات

لباس و خوراک

بیماریاں

ملازمت

رہائش

سیاسی زندگی

سلاسل طریقت

خلفاء

اسفار و حج

اخلاق و معاملات

مسلکی تنگ نظری اور علمی تعصب

دینی معرکے

تصانیف

اولاد

آخری آرام گاہ

مولانا اشرف کے بارے میں میرے ذاتی تاثرات و مشاہدات

دیدہ دل بینا (تعارف کتاب)

(سید الطاف حسین شاہ)

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں

یہ عاشق کون سی بستی کے یا رب رہنے والے ہیں؟

اب تو پشاور یونیورسٹی کیمپس پر مختلف علوم کی آبیاری کیلیے کئ ادارے اور دارالعلوم معرض وجود میں آچکے ہیں ۔ لیکن ۱۹۵۲ء میں یونیورسٹی کے قیام سے دو ڈھائ عشروں تک ان سب شعبوں یعنی انجنیرنگ' ۔ میڈیکل۔ زراعت ۔ آرٹس ۔ اسلامیات اور سائنسی علوم کی ترویج اسی ایک مادر علمی کے زیر سایہ پروان چڑھ رہی تھی۔ طلباء اور طالبات کی رہنمائ کیلئے بہترین اور منتخب کردہ اساتذہ پر مشتمل فیکلٹی موجود تھی۔ یونیورسٹی ہر سال مختلف شعبۂ علم کی اسناد تقسیم کررہی تھی اور سند یافتہ طلباء اور طالبات ملک و ملت کی خدمت میں مصروش ہوجاتے یا مزید تعلیم کے حصول کے لئے بیرون ملک چلے جاتے۔ ان ہی لائق و فائق ماہرین فن اساتذہ میں سے کچھ حضرات تصوف کی دنیا سے بھی وابستہ تھے ۔ اور تن کی دنیا کے ساتھ ساتھ من کی دنیا کو بھی سنوارہے تھے۔ ان کی نظر میں تو یہ حقیقت واضع تھی کہ

خرد واقف نہیں ہے خیر و بد سے

بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے

(اقبالؒ)

ڈاکٹر چراغ حسین شاہ صا حب ان د نوں خیبر میڈیکل کالج میں زیر تعلیم تھے مگر اپنی پیدا ئشی جوشِ جنون کے ہاتھوں مجبور ماھرین علم و دانش کے ہر چو کھٹ پر دستک د ینے کا شوق پا لے ہوئے تھے ۔ انہوں نے خدمت خلق کی ان تربیت گاہوں کا اپنی تحریر میں ایک عمومی نقشہ پیش کیا ھے جن سے ہزاروں خلقت نے استفادہ کیا ۔ اور اپنے تن اور من کی د نیا کو سکون کی لذ ت سے آشنا کیا ۔ یہ کیسے ممکن ہوا ؟ اس کے لیے صوفیاٗء کے انداز تربیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے ۔ اس کی ایک جھلک ڈاکٹر صاحب کی اس تحریر میں صا ف نظر آ تی ہے ۔

انسان اور طلب علم : باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کیا جاتا ہے ۔ کہ "انسان کا عز و شرف علم سے وابستہ ہے ۔ اصحاب علم ہی روشنی کے وہ چراغ ہیں جو راہ حق کی نشان د ہی کرتے ہیں ۔ علم ہی انسان کو وہ موقع فراہم کرتا ہے جو اسے لا فانی اور لازوال بنا دیتا ہے ۔ انسان نے تو بہر حال موت سے ہم آغوش ہونا ہی ھے لیکن اسکی حکمت و دانش امر ہوجاتی ہے ۔ اور رہتی دنیا تک باقی رہ جاتی ہے"۔

کچھ اسی انداز میں حضرت عیسیٰ' ابن مریمؑ سے منقول ھے کہ " اشجار کی مختلف قسمیں ہیں ۔ ان سب پر پھل نہیں آتے ۔ پھلوں کی بھی کئ اقسام ہیں لیکن سب ہی پھل کھائے نہیں جاتے ۔ اسی طرح علم کی بھی بسیار شاخیں ہیں لیکن پھر یہ سب علوم انسان کو فأیدہ نہیں پہنچا تے"۔ (ادریس شاہ کی کتاب " د ویز آف صوفی " سے مآخوذ)

تصوف اور دانش مغرب : ڈوریس لیزنگ اپنی تحریر " اے کی بک" میں رقم طراز ہیں کہ " تصوف دین اسلام کا ایک ایسا پراسرار پہلو ھے ۔ جس نے ایک توانا اور دائمی اثر اس کی تعلیمات کو بخشا ہے ۔ جو اپنے اند ر ایک لطیف مگر نکتہ رس انداز رکھتا ہے اور انسانی ذ ہن کو تکمیل کی راہ دکھاتا ہے ۔ کچھ دیگر عقائد اور فلسفہ ہائے حیات کے مقابلے میں تصوف مستقلاً ارتقائ عمل سے دوچار ہے اور یوں ہر دور کے تقاضوں سے ھم آہنگ رہتا ھے"۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ایسے (صوفی) دوستوں کی محفل میں چند لمحوں کی رفاقت سینکڑوں سالوں کی مخلص اور بے ریا عباد ت سے بہتر ہے ۔ تو بے جواز نہیں ہوگا ۔

تصوف کی جو بھی تشریح کی جائے یہ بات تو واضع ہے کہ دین محمدیﷺ کے بے بہا پھیلاؤ میں صوفیاء کرامؒ کے رول کو قطعاً نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ۔ دینِ حق کا جھنڈا گاڑھنے کیلئے اولین د ستہ ان بے تیغ اور تہی دست بزرگوں نے فراہم کیا ۔ اس حقیقت کو اجاگر کرنے کیلئے ھمارے اپنے ہی برصغیر میں آنے والے اولین داعیان حق حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ ' حضرت سخی شہباز قلندرؒ ' حضرت معین الدین چشتیؒ ' حضرت گنج بخش هجویریؒ ' حضرت بھاؤالدین ذکریاؒ ' حضرت سید علی ترمذی(پیر بابا) 'حضرت پیر سباکؒ ' حضرت کاکا صاحبؒ' حضرت خواجہ عبداللہؒ بابا ' اور دیگر اوللعزم اصحاب جو اس دور میں تشریف لائے جب کفر و الحاد کے اندھیروں میں کہیں بھی روشنی کا چراغ جلتا نظر نہیں آرہا تھا' لیکن پھر کچھ ہی د نوں میں ان کی سیرت و کردار کا ڈھنکا یوں بجا کہ ہزاروں لاکھوں گھم کردہ راہ بندہ گانِ خدا د یوانہ وار ان کے آستانوں کے گرد پروانوں کی ما نند گھومنے لگے اور گرد و نواح کے بر خود غلط مالدار۔ طاقتور اور خود سر راجے مہاراجے حیرت زدہ رہ گئے ۔

ڈاکٹر صاحب کے بیان کردہ اِن صوفی منش اساتذہ کرام کا بھی حال کچھ ایسا ھی تھا ۔ اور ہم نے تو اِن حضرات با صفا کا جادو بچشمِ خود دیکھا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ھم نے اِن کی مقبولیت کا راز ان کے ذکر نیم شبی ۔ مراقبوں اور لذت تقریر میں پنہاں نہیں پایا۔ بلکہ اِن تینوں میں قد ر مشترک ان کا خلوص ' مہمان نوازی' بندہ پروری اور حق گوئ کی ابدی صفات کو دیکھا اور اب تو بقولِ ڈاکٹر محمد اقبالؒ یہ دعا مانگنے کو دل چاہتا ھے۔

عطا اسلاف کا جذ بہ د روں کر ۔ شریک زمرہ لا یحزنون کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا ہوں ۔ میرے مولا مجھے صاحب جنون کر

(اقبالؒ)